AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مطالعہ مذاہب کی روایت میں مولانا عبدالماجد دریاآبادی کا اخذ واستدلال اور عصری رہنمائی

MAULANA ABDUL MAJID DARYAABADI'S DERIVATION, ARGUMENT, AND CONTEMPORARY GUIDANCE IN THE STUDY OF RELIGIONS

محمد شفیق خان،

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

ڈاکٹر عبدالغفار،

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

Abstract:

The South Asia is a region of the world where people of all religions and sects are present. There is no doubt that separate nation states have come into existence in it, but at present the world has become a global village and a pluralistic societies have come into existence. From the very beginning, the services of Muslim scholars of the South Asia have been prominent in the study of religions and sects, especially the books of Mujaddid Alf Sani, Maulana Abdul Haq Muhaddis, Rahmatullah Kiranvi, Hazrat Shah Waliullah Muhaddith Dehlvi are very leading. Later, Maulana Abdul Majid Daryabadi presented this study of religions in a modern style with analysis and offered the research of philosophy in an academic and easy-to-understand manner.

Keywords: Abdul Majid Daryaabadi; Derivation, Guidance; Religions

موضوع کا تعارف اور ضرورت واہمیت

قرآن مجید سلسلہ وحی میں آخری پیغام رسول اللہ ﷺ سلسلہ نبوت میں آخری نبی ہیں۔اللہ تعالی نے آپ پر نبوت کا اختتام کر دیا اور اسلام کو قیامت تک کے لیے بطور دین پسند فرمایا۔قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ[1]

"اللہ کے ہاں مذہب اسلام ہی دین ہے۔"

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ [2]

"آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔"

اسی طرح اللہ رب العزت نے اسلام ہی کو دینِ مخلوق اور اپنی پسند کے طور پر ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ [3]

"وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے، اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔"

یعنی اسلام ہی تمام ادیان پر غالب آنے والا مذہب ہے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے۔اسلام کا مرکز تو حجاز مقدس ہے مگر یہ عالمی دین ہے، چنانچہ دنیا بھر میں پھیل کر رہنا ہی اس کی فطرت ہے۔ چنانچہ یہ عالمی دین برصغیر تک بھی پھیلا۔ برصغیر ایک کثیر السماجی اور کثیر المذاہب خطہ ہے،اس میں کئی طبقات و مذاہب موجود رہے ہیں۔ ظواہر پرستی سے لے کر سناتن دھرم تک آریہ سماجی ، جین مت، سکھ مت، وشنو مت،بدھ ازم، کبیر واسی، عیسائیت، قادیانیت، نیچریت، انکار حدیث،وغیرہ کئی مذاہب، نظریات اور طبقات موجود ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ یہاں انگریزی تسلط کے باعث استشراق بھی خوب پھیلا پھولا۔ان تمام مذاہب کے بارے میں علماء اسلام نے خوب کام کیا ان مذاہب کا مطالعہ کیا،ان کو سمجھا اور پھر ان کے مقابل اسلام کی خوبیاں اجاگر کیں۔ حضرت مجدد الف ثانی، ملا کمال، شاہ ولی اللہ دھلوی، نواب صدیق حسن

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خان، مولانا رحمت اللہ کیرانوی، شیخ عبد الحق دھلوی، قاضی سلمان منصور پوری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، مولانا ثناء اللہ امرت سری، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا تقی عثمانی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، پیر کرم شاہ ازھری، ڈاکٹر ذاکر نائیک اور بے شارے علماء اسلام کا اس حوالے سے نام لیا جاسکتا ہے۔

انہی علمائے اسلام میں مولانا محمد حسین بٹالوی کا کردار بڑا اہم ہے۔ آپ اپنے دور کے مشہور و معروف عالم اور محقق تھے۔ آپ نے 1879ء میں ماہنامہ اشاعۃ السنہ کا اجراء کیا جس میں تقریباسارے مضامین، آپ خود ہی لکھتے تھے۔ اس رسالہ کی اشاعت تقریبا 31 سال (1910ء) تک جاری رہیں۔ یہ کبھی لاہور، کبھی بٹالہ اور کبھی امر تسر سے شائع ہوتا رہا۔ اس رسالہ میں آپ نے اسلام اور سنت رسول ﷺ کے مخالف فتنوں کی سرکوبی کے لیے انتہائی اہم خدمات سرانجام دیں۔ اس سلسلہ میں اس وقت جن جن طبقات اور افراد نے اسلام اور کتاب وسنت کے خلاف آواز اٹھائی آپ نے ان کے مقابل اپنے اس رسالہ اشاعۃ السنہ کے ذریعہ اہم کردار ادا کیا۔ اگر کسی نے مطلقاً اسلام کا انکار کیا یا اسلام کے کسی پہلو پر اعتراض کیا جیسا کہ ولیم میور سوامی لکشمی وغیرہ یا کسی نے کتاب و سنت کا استہزاد کیا یا کتاب وسنت کے مفاہیم کو غلط معنی پہنا کر ایک الگ مذہب کی بنیاد رکھی جیسا کہ قادیانی حضرات یا جیسے بھی اسلام، کتاب وسنت کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے اسلام کے خلاف کام کیا جیسا کہ عیسائی، ہندومت، بدھ مت، جین مت اور آریا سماج وغیرہ۔

ماہنامہ اشاعۃ السنہ اپنے دور کی دینی صحافت میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے کہ جس میں اسلامی تعلیمات اور فقہی ابحاث کے علاوہ برصغیر میں موجود تمام مذاہب و نظریات کے بارے میں تفصیلی بحث و تبصرہ شامل ہوتا تھا۔ مطالعہ مذاہب کے حوالے سے اس ماہنامہ کا ایک تشخص تھا جو شاید ہی کہیں اور نظر آئے۔ اس ماہنامہ میں ہندو مت، جین مت، سکھ مت، آریہ سماجی، ظواہر پرستی، عیسائیت، قادیانیت، انکار حدیث وغیرہ پر مستقل سلسلہ مضامین موجود رہا، اس لحاظ سے ضرورت ہے کہ مطالعہ مذاہب کے حوالے سے اس کو مد نظر رکھا جائے۔ برصغیر پاک وہند کے رہنے والوں کو کما حقہ معلوم نہیں کہ یہاں کون کون سے مذاہب موجود ہیں؟ اور ان مذاہب کی بنیادی تعلیمات کیا ہیں؟ تقابل ادیان پر تعلیمی ضروریات کے تحت بعض کتب تو موجود ہیں مگر وہ تشنہ مواد فراہم کرتی ہیں جبکہ برصغیر کے مذاہب پر ماہنامہ اشاعۃ السنہ نے بنیادی مباحث رقم کی تھیں، جو آج کے طلبہ و اسکالرز کے سامنے لانی ضروری ہیں تاکہ برصغیر کے مذاہب کو سمجھنے کے لیے ماہنامہ اشاعۃ السنہ سے بخوبی استفادہ کیا جاسکے اور اس کے اسلوب سے مزید مطالعہ کے لیے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

ان ہی زعمائے ملت میں سے مولانا عبد الماجد دریا آبادی کا کردار مطالعہ ادیان و مذاہب کے حوالہ سے بہت نمایاں ہے، نہ صرف انہوں نے مطالعہ ادیان و مذاہب کو جدید اسلوب میں پیش کیا بلکہ مستشرقین کے ساتھ علمی مباحثہ بھی کیا اور دین اسلام کے تفوق کو علمی اسلوب میں نمایاں کیا خصوصاً پادری ریمنڈ، ولیم میور، منٹگمری واٹ کے اعتراضات کے جوابات فراہم کیے۔

تحقیق کا بنیادی مسئلہ

برصغیر دنیا کا ایسا خطہ ہے جہاں دنیا کے تمام ادیان و مذاہب کو ماننے والے لوگ موجود ہیں، اس میں شک نہیں کہ اس میں الگ ریاستیں وجود میں آچکی ہیں لیکن اس وقت دنیا Global Hutt بن چکی ہے اور تکثیری سماج وجود میں آچکا ہے آغاز ہی سے برصغیر کے مسلم علماء کی مطالعہ ادیان و مذاہب میں خدمات نمایاں رہی ہیں خصوصاً مجدد الف ثانی، مولانا عبد الحق حقانی، رحمت اللہ کیرانوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کتب بہت رہنمائی کرتی ہیں۔ بعد ازاں مولانا عبد الماجد دریا آبادی نے اس کو جدید اسلوب کے مطابق مطالعہ مذاہب کو تجزیہ و تحلیل کے ساتھ پیش کیا اور فلسفہ کی ابحاث کو علمی اسلوب میں آسان پیرائے میں حل کیا۔

مولانا عبد الماجد دریابادی نے دیگر تصنیفات کے علاوہ تفسیر ماجدی میں قرآنِ مجید کی تعلیمات کو جدید زبان و اسلوب میں نہ صرف پیش کیا بلکہ عصری ادیان و تحاریک کے افکار کا تجزیہ کیا اور ان کے مقابل میں اسلامی تعلیمات و فلسفے کی فوقیت و افضلیت ثابت کی، جس کا مختصر جائزہ ذیل میں دیا گیا ہے:۔

مذہب کے آغاز کے بارے میں نظریات کا جائزہ

مغربی مصنفین، اپنے مخصوص نظریہ مادیت والحاد کو تقویت پہنچانے کی غرض سے یا انسان کے فکری، نظری و اعتقادی ارتقاء کو ثابت کرنے کے لیے یہ نظریہ اپناتے ہیں کہ انسان ابتداءً بالکل جاہل تھا اور اس کا ابتدائی مذہب تعددِ الٰہ اور شرک ہے۔ عبد الماجد دریابادی نے ان اسکالرز کا رد کیا ہے اور ان کے نظریہ کو باطل قرار دیا ہے۔
سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۱۳ میں وارد الفاظ: "کان الناس امۃ واحدہ" کے تحت لکھتے ہیں:

آیت نے بڑی گرہ کھول دی، فرنگی علماء، حسبِ معمول مدتوں سے اس باب میں بھٹکتے رہے اور ان میں سے اکثر یہی کہ گئے کہ انسان کا ابتدائی مذہب شرک اور تعدد الہ ہے۔ شروع شروع میں وہ ہر ایک چیز کو خدا سمجھتا تھا۔ عقیدہ توحید تک تو نسلِ انسانی بہت سی ٹھوکریں کھانے کے بعد اور عقلی و دماغی ارتقاء کے بڑے طویل سفر کے بعد پہنچی ہے۔ قرآنِ مجید نے اس خرافاتی نظریے کو ٹھکرا کر صاف اعلان کر دیا ہے کہ نسلِ انسانی، آغازِ فطرت میں دینی حیثیت سے ایک تھی، اس میں مذاہب و ادیان کے یہ تفرقے کچھ بھی نہ تھے۔ نوعِ انسانی فطری جبلی طور پر دینِ توحید پر تھی۔ صدیوں کی الٹ پھیر، قیل و قال کے بعد اب آخری فیصلہ بڑے بڑے ماہرینِ اثریات و انسانیات و اجتماعیات (سر چارلس مارٹن، پروفیسر لینگڈن، پروفیسر شمڈت وغیرہ) کا یہی ہے کہ انسان کا دینِ اولین، دینِ توحید تھا۔ [4]

"اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔" [5]

"اللہ کے ہاں مذہب اسلام ہی دین ہے۔"

الذین ھادوا کی تفسیر

قرآن کریم میں اسم یہود کا ایک فقرہ: الذین ھادو آیا ہے یعنی وہ لوگ جو یہودی بن گے جنھوں نے یہودیت اختیار کر لی۔ یہودی مذہب، مسیحیت اور اسلام کی طرح تبلیغی مذہب نہیں بلکہ ہندو مذہب کی طرح نسلی ہے۔ نسلِ اسرائیل نے اپنے لیے جو قومی مذہب اختیار کیا، بس اسی کا نام یہودی پڑ گیا۔ بنی اسرائیل نام ہے ایک مخصوص نسل کا۔ ایک متعین قبیلے کا۔ یہود: ایک برعکس، نام ہے ایک مذہبی فرقے کا، ایک دینی امت کا، اس کے کچھ مخصوص عقائد ہیں۔ اس کا ایک مخصوص مسلک ہے۔ اب سیاقِ کلام جہاں تاریخی ہے، قومی ہے، مقصود ہے ان کے نسلی کارناموں کو یاد دلا کر انھیں شرم دلانا، ان پر حجت قائم کرنا۔ عرب نسل اور بنی اسماعیل کے ساتھ ان کے حسد تعصب کا ذکر کرنا ہے۔ [6]

قول و فعل میں تضاد یہود کا تذکرہ

سورۃ البقرہ کی آیت: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَاتَعْقِلُوْنَ [7] (کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو) کی تفسیر میں یہود کی اس خصلت کا ذکر کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی تورات میں دی جانے والی خوش خبریوں کو تسلیم کرنے کے باوجود اسلام لانے پر راضی نہیں تھے، خیال کرتے تھے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ماتحتی اور پابندی کی زندگی بسر کرنی ہو گی، سیادت کے یہ مالی اور جاہی مزے کہاں حاصل رہیں گے۔ [8]

اہل یہود کا انبیاء کو قتل کرنا:

مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے اس موضوع کی آیات کی تفسیر میں بتایا ہے کہ یہود کی دوسری بے ہودگیاں، شرارتیں، سفلہ برداریاں تو تھی ہیں، حد یہ ہے کہ انبیاء کے قتل تک سے بھی نہ چوکے۔ یسعیاہ نبی کا قتل، یرمیاہ نبی کا قتل، یحیٰی نبی کا قتل اور عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا اقدامِ قتل۔ قرآنِ مجید میں اسرائیلیوں کے ہاتھوں خون ناحق کا جہاں ذکر کیا گیا ہے، اس کے ساتھ ناحق کی صفت لگائی گئی ہے۔ قتل تو خیر ہے، لیکن اس کے ساتھ ناحق (بغیر الحق) کی قید کیسی۔ قتلِ نبی تو ظاہر ہے، جب ہو گا تو ناحق ہی ہو گا۔ بدبخت قاتلوں نے جب جب اپنے ہاتھ ان معصوموں کے خون سے رنگین کیے۔ وہ قتل کیسے تھے۔ وہ خود انہی کے معیار سے ان کے معیار معدلت و ضابطہ و قانون سے بھی ناحق تھے۔ ہمارے بعض نکتہ سنج مفسرین اس نکتہ تک از خود پہنچ گئے اور بغیر الحق کے کان ذلک عندھم ایضا بغیر الحق یعنی انصافِ خداوندی کے خلاف تو تھا ہی، عدالتوں کا جو ضابطہ اور فوجداری کا جو قانون ان کے ملک و قوم میں جاری تھا، اس کے بھی خلاف تھا۔ [9]

یہود کا عقیدہ آخرت میں بگاڑ پیدا کرنا:

یہود نے عقیدہ آخرت میں جو بگاڑ پیدا کر دیا تھا، اس کا ذکر کیا ہے۔ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۵۴ کے تحت لکھتے ہیں:

"ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۔"

"بنی اسرائیل کے تمام امراض کا سرچشمہ یہی تھا کہ ان کا اعتقادِ آخرت ڈھیلا ہو کر برائے نام رہ گیا تھا۔ مذہب کو جس حد تک مانتے بھی تھے تو محض دنیوی بہبود و ترقی کی خاطر۔ ٹھیک وہی نقطہ نظر، جو آج بھی یورپ زدوں کا ہو گیا ہے۔ [10]

یہود کا جادو گری اور کہانت میں مبتلا ہونا:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہود کی تاریخ سحر و کہانت سے بھری پڑی ہے۔قرآن کہتا ہے:و یعلمون الناس السحر (وہ لوگوں کو سحر کی تعلیم دیتے تھے)جناب مصنف لکھتے ہیں:یعلمون کا فاعل،شیاطین ہونا ظاہر ہی ہے،اکثر مفسرین نے اسی ترکیب کا اختیار کیا ہے،اور یہاں بھی ترجمہ اسی لحاظ سے کیا گیا ہے۔لیکن اس کی بھی گنجائش ہے کہ فاعل بجائے شیاطین کے یہود ہی کو قرار دیا جائے۔[11]

یہود کے بعض خصائل کا تذکرہ:

بائبل میں جہاں بعض اور پیغمبران عظام مثلاً حضرت لوط علیہ السلام وغیرہ کے متعلق شرم ناک باتیں نقل ہوئی ہیں،وہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کو مشرک بتایا گیا ہے۔سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۰۲(وما کفر سلیمان ولکن الشیطین کفروا)کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا نے قرآنِ حکیم کی روشنی میں اس کی بجا طور پر تردید کی ہے۔(ولکن الشیاطین)سے مراد کیا ہے؟ایک قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد شیاطینِ انس ہیں۔یعنی وہ سرکش و خبیث انسان جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے خلاف ماہر تھے۔فرقہ معتزلہ کے متکلمین کا رجحان اس معنٰی کی طرف ہے۔۔۔دربار سلیمانی کے باغی سردار و سرغنہ توان کا مفصل ذکر عہد عتیق کے بعض صحیفوں میں ملتا ہے۔

سلیمن ''سلیمان بن داؤد(990ق،م تا930ق،م غالباً)اسرائیلی سلسلہ کے ایک نامور پیغمبر گزرے ہیں،اور اپنے والد ماجد ہی کی طرح،لیکن ان سے بڑے تاجدار بھی۔شام و فلسطین کے علاوہ آپ کے حدود حکومت مشرق کی سمت میں عراق کے دریائے فرات کے ساحل تک اور مغرب میں سرحد مصر تک وسیع تھے؛آپ کی سلطنت کی عظمت و شوکت پر دوست دشمن سب کو اتفاق ہے۔اسلام میں اعلیٰ سے اعلیٰ روحانی و اخلاقی مرتبہ،یعنی نبوت و رسالت کے ساتھ جس طرح فقر و فسکنت جمع ہو سکتے ہیں اسی طرح دولت و امارت،حکومت و ریاست بھی۔اسلام کا خدا غریبوں اور امیروں،ناداروں اور زرداروں سب کا یکساں خدا ہے۔آیت کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح ان یہود کے آباؤ اجداد عہد سلیمانی میں شیطانی مشغلوں(سحر و کہانت)میں لگے رہے اسی طرح آج خود بھی بجائے نبی کی ہدایتوں پر چلنے کے انھیں سفلی مشغلوں میں پڑے ہوئے ہیں۔[12]

یہود کی تحریفات کا ذکر کیا ہے،فرشتوں کے بارے میں یہود کی تقسیم کی مذمت بیان کی ہے کہ انہوں نے بعض فرشتوں کو پسندیدہ،بعض کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔حتیٰ کہ بعض فرشتوں کو نافرمان فرشتے کہا ہے۔[13]

یہود کی شقاوتِ قلبی،ان کی زرپرستی و دنیاداری کو بھی متعلقہ آیات کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

نصاریٰ کی تحقیق:

یہود کے علاوہ ایک دوسرے مذہبی فرقہ کا نام بھی قرآن میں متعدد مقامات پر آیا ہے اور وہ ہے نصاریٰ۔جس امت یا مسلک کا نام مسیحیت چل پڑا ہے،وہ مذہب نہ حضرت مسیح کا ہے نہ اور کسی نبی برحق کا۔حضرت مسیح کے ساتھ اس کی نسبت تو محض نام کی ہے۔یہ مذہب چلایا ہوا پال یا پالوس کا ہے اور اس کو حضرت مسیح کی صحبت یا حواریت تو الگ رہی،زیارت بھی نصیب نا ہوئی تھی۔قرآن نے اس مذہب کا کوئی مرتبہ تسلیم نہیں کیا۔بلکہ جہاں ذکر تثلیث پرستوں کا لانا منظور ہوا ہے۔وہاں عام کافروں کی طرح ان کے حق میں بھی کفر محض کی صراحت کر دی ہے۔لقد کفر الذین قالو ان اللہ ثالث ثلثۃ یا لقد کفر الذین قالو ان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔بہ خلاف اس کے اس نے نصرانیت کی ایک خاص حیثیت مثل یہودیت کے اور اس کو ہم سطح تسلیم کیا گیا ہے بلکہ ایک جگہ تو نصاریٰ کی گویا مدح بھی کی ہے اور انھیں یہود اور مشرکین دونوں پر اعلانیہ ترجیح دی ہے۔نصاریٰ سے اس کی مراد حضرت مسیح کو ابن اللہ نہیں،نبی ماننے والا وہ قدیم فرقہ ہے جو ابتدائی چند صدیوں تک موجود رہا۔نصاریٰ کی غلو فی الدین کو بیان کیا ہے۔ان کے عقیدہ تثلیث کو ایک گورکھ دھندا قرار دیا ہے۔ان کے عقیدہ ابنیتِ مسیح کو شرک قرار دیا ہے۔

انجیل کی حقیقت و اصلیت:

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۴ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ توراۃ اور انجیل قرآن مجید کی اصطلاح میں دو مستقل آسمانی کتابوں کے نام ہیں۔اور قرآن تصدیق انہی کی کرتا ہے۔موجودہ بول چال میں توراۃ نام ہے متعدد صحیفوں کے مجموعہ کا۔جن میں سے ہر صحیفہ کسی نہ کسی نبی کی جانب منسوب ہے لیکن ان میں سے کسی ایک صحیفہ کی بھی تنزیل لفظی کا دعویٰ کسی یہودی کو نہیں۔اسی طرح انجیل نام ہے متعدد صحیفوں کے مجموعہ کا جن میں حضرت مسیح(علیہ السلام)سے متعلق مختلف گمنام اور بے نشان

لوگوں کی جمع کی ہوئی حکایتیں، روایتیں اور ملفوظات ہیں، لیکن ان میں سے کوئی صحیفہ بھی مسیحیوں کے عقیدہ میں آسمانی نہیں۔ بلکہ مسیحی صاف صاف کہتے ہیں کہ یہ مجموعہ '' حواریوں کے دور میں بلاارادہ اور بلا توقع تیار ہو گیا''۔[14]

مصنف کی نظر میں اسے اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ ایسے بے سند ''مقدس نوشتوں ''کی تصدیق و توثیق کی ذمہ داری قرآن ہر گز نہیں لیتا اور موجودہ بائبل، یعنی عہد عتیق و عہد جدید کا کوئی جزو بھی قرآن مجید کے ماننے والوں پر حجت نہیں۔ نیز یہ کہ سورۃ کا اصل موضوع مسیحیت کی تردید ہے۔ عموماً ایسی ہی صفات کا اثبات کیا گیا ہے، جن سے مسیحیت ہی کے کسی نہ کسی پہلو پر ضرب لگے۔ اللہ تعالیٰ ''عزیز'' یعنی ہر سزا پر قادر ہے اور۔۔ ہر حال میں سب سے بالا دست و قوی تر ہے۔ وہ (معاذ اللہ) مسیحیوں کا خدا نہیں کہ انسانی قالب اختیار کرکے طرح طرح کی کمزوریوں اور بیچارگیوں کا شکار بن جائے اور دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر سولی پر موت تک پا جائے۔ اس کی صفت عزیزیت اس تخیل ہی سے ابا کرتی ہے۔

فاضل مصنف کی نظر میں اصل انجیل جسے مسلمان قرآن مجید ہی کی طرح کی کتاب لفظاً لفظاً اتری ہوئی مانتے ہیں، یہ وہ کتاب نہیں ہے۔ بلکہ یہ عام انسانوں کا لکھا ہوا وہ مجموعہ کتاب ہے جسے مسیحی اپنی الہامی کتاب کی طرح پیش کر رہے ہیں۔

مولانا عبدالماجد لکھتے ہیں کہ مسیحی بھی جانتے ہیں کہ انجیل میں براہ راست حضرت مسیح کے ارشادات نہیں ہیں بلکہ اس کا ماخذ بعض حواریوں کے بیانات ہیں۔ اناجیلِ اربعہ میں سے کسی بھی مصنف کا تحقیق کے ساتھ معلوم نہیں ہے اور اصل انجیل بھی آج ناپید ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جب قدیم ترین انجیل لکھی گئی تو اس وقت مسیح کی وفات کو کم از کم تیس سال ہو چکے تھے۔ عہد نامہ جدید پر ادبی تبصرہ میں بھی یہ ممکن نہیں کہ یسوع ناصری کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اس کی شخصیت سارے صحیفوں کے مجموعے پر حکمران ہے اور وہی اس میں اندرونی وحدت پیدا کیے ہوئے ہے۔ مصنف کے نزدیک عہد نامہ جدید کے اہم موضوعات میں: یسوع کی تعلیم، خدا اور انسان کے باب میں، اس کی موت، اس کی سیرت کی کاملیت، انسان کے حق میں اس کی اہمیت، جیسے موضوعات شامل ہیں۔ مزید یہ کہ مذکورہ اناجیل کے لکھنے والے۔ حضرت مسیح کے حواری نہ تھے۔ عہد نامہ جدید کی کتابوں کی زبان یونانی تھی اور سب لکھنے والے حضرات، سوائے لوقا کے یہودی تھے لیکن ان کی یونانی زبان، ہومر کے زمانے کی نہیں بلکہ تھیوسی وایڈ سہی یا افلاطونی زمانے کی نہیں اور جدید یونانی تھی یعنی ہمارے سنہ کی پہلی صدی کی عام زبان جس میں لوگ اپنے دوستوں سے گفتگو اور اپنی بیویوں سے مراسلت کرتے تھے اس زمانے کی علمی نگارشات کے لیے بہت موزوں ہے اور اسے انجیلوں میں پہلے نمبر پر اس لیے رکھا گیا کہ زمانے میں یہی سب سے اعلیٰ سمجھی جاتی تھی۔ موجودہ دنیا مرقس کی عزت زیادہ کرتی ہے۔ اس لیے کہ یہ قدیم تر ہے[15]

سورہ مائدہ آیت نمبر ۴۶: قرآن بار بار کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ پر انجیل نامی کوئی کتاب وحی یا الہام کی گئی تھی اب یہ کتاب دنیا کی نظروں سے معدوم ہے اور آئندہ کسی محقق کا کام پتہ لگانا ہے کہ آخر یہ کتاب آسمانی ہوئی کیا؟ کب اور کیسے غائب ہو گئی "عہد نامہ جدید" جسے عوام انجیل کا مرادف سمجھتے ہیں اس کے کتاب الٰہی یا آسمانی ہونے کا دیویدار تو کوئی بھی نہیں نہ عیسائی نہ غیر عیسائی وہ تو عیسیٰ کے کچھ ملفوظات اور کچھ حلات ہیں، آپ کے بہت بعد مجہول الحال لوگوں کے لکھے ہوئے "ھدی" یعنی عقائد ومسائل صحیح "نور" یعنی واضح حکام عملی، انجیل کی اصطلاح میں شریعت سے مراد شریعت موسوی یا توریت ہوتی ہے اور اس کی بابت موجودہ انجیل میں تصریح موگود ہے کہ آسمان اور زمین کا ٹل جانا شریعت کے ایک نقطہ کے ہٹ جانے سے آسمان ہے۔[16]

سمت پرستی یا مشرق و مغرب پرستی:

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۸: ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من امن بالله واليوم الآخر والملائكة والكتاب والنبيين (تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لیا کرو بلکہ اطاعت یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔) کی وضاحت کرتے ہوئے مصنف نے عنوانِ بالا پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ظہور اسلام سے قبل دنیا کی بے شمار گمراہیوں میں سے ایک اہم گمراہی سمت پرستی تھی۔یعنی بے جان دیوتاؤں، نوریوں، پتھروں، درختوں، دریاوں کے علاوہ خود سمتوں یا جہتوں کی بھی پرستش جاری ہو گئی تھی اور مختلف جاہل قوموں نے نے یہ اعتقاد جمالیا تھا کہ فلاں مخصوص سمت مثلاً مشرق، مقدس ہے اور فلاں متعین جہت مثلاً مغرب، قابل پرستش ہے۔قرآن مجید یہاں شرک کی اس صورت کی تردید کر رہا ہے اور ارشاد کر رہا ہے کہ کسی سمت میں کیا تقدس رکھا ہوا ہے اور کوئی سمت یا جہت ہر گز قابل تقدیس نہیں۔ اسلام نے ظاہر ہے کہ نماز کے لیے کوئی سمت بہ حیثیت سمت ہر گز متعین نہیں کی ہے۔اس نے نا صرف ایک معین مکان خانہ کعبہ کو ایک مرکزی حیثیت دی ہے اور اسے قبلہ توجہ ٹھرایا ہے۔سورج دیوتا دنیائے شرک کا معبود اعظم رہا ہے۔مشرک قوموں نے اس کی بڑی پرستش کی ہے اور یہ چونکہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے،اس لیے عموما جاہلی قوموں نے مشرق کو بھی مقدس سمجھ لیا اور عبادت کے لیے مشرقی رخ اختیار کر لیا۔

مسیحی مذاہب کا ظہور قدیم یونانی مذاہب سے ہوا ہے،اور مسیحی مذاہب اپنی موجودہ ہئیت میں بڑی حد تک اس کا خوشہ چین بھی ہے۔ اس یونانی مذاہب میں دیوتا یا معبود دو طرح کے ہوتے تھے۔ایک قسم کے اولمپیائی کہلاتے تھے۔ان کا مسکن سمت مشرق تھا اور اسی لئے خود یہ سمت مقدس ہو گئی تھی۔ان دیوتاوں کے مندر مشرق رویہ ہوتے تھے۔اور اہل یونان اپنی پوجا پاٹ اسی رخ ہو کر کرتے تھے۔دیوتاوں ہی کی دوسری قسم کیتھولک کہلاتی تھی۔ یہ اولمپیائی دیوتا کے برعکس سمت مغرب میں رہتے تھے۔اور ان کے پجاریوں کے عقیدے میں تقدس سمت مغرب میں سمٹ آیا تھا۔اور انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈا تھیکس کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم ہندو مذاہب میں شرف تقدس سمت جنوب و مشرق کو مانا جاتا ہے۔موجودہ مسیحیت جو بڑی حد تک معجون مرکب ہے،یونانی شرک اور رومی شرک کا۔اس نے جہت مشرق کا تقدس بھی اپنے اندر انھیں یونانیوں اور رومیوں سے لے کر حلول کر لیا ہے۔چنانچہ مشرق رخی مسیحیوں کے ہاں کی مخصوص مذہبی اصطلاح ہے۔ان کے گرجے اس رخ پر تعمیر ہوتے ہیں۔شامی عیسائی اور فرقہ الیسیین والے اپنی نمازیں اسی رخ پر ادا کرتے ہیں۔

خدا کا متبنّٰی:

آیت ۱۱۶ میں ارشاد ہوتا ہے: وقالو اتخذالله ولداًسبحنہ۔(انہوں نے اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنالیا ہے) کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا دریابادی لکھتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے بنا رکھا ہے ایک بیٹا۔یہ کہنے والے،اس قول کے قائل کون ہیں؟وسیع معنی میں بہت سے اہل باطل مراد ہو سکتے ہیں کہ خداوندی کی فرزندی کا عقیدہ بہت سی قوموں میں عام و مشترک ہے۔لیکن خصوصی معنٰی میں مراد انھیں سے ہے جو اپنے کو مسیحی کہتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ خدا نے ایک بیٹا بنالیا ہے۔خدا کے ایک بیٹا ہے۔نہیں ۔الفاظ قرآنی ہیں۔اتخذ اللہ ولداً،خدا نے رکھا ہے ایک بیٹا۔۔۔قرآن آخر خدا کا کلام ہے،غریب مفسر،غریب بندہ،ہر ہر اشارہ،ہر ہر تلمیح کو کہاں تک اپنے فہم وادراک کی گرفت میں لاتا ہے۔۔۔مسیحیوں کا عام عقیدہ جو اس باب میں ہے،معلوم و معروف ہیں،یعنی یہ کہ تو ایک خدا ہے۔اور ایک خدا کا بیٹا ہے وہ بھی قدیم،یہ بھی قدیم، وہ بھی غیر مخلوق،یہ بھی غیر مخلوق،وہ بھی ازلی یہ بھی ازلی۔لیکن انھیں مشرک مسیحیوں کے اندر، گو نسبۃً،ان سے بلند تر۔ایک فرقہ وزبردست مسیحیوں کا ایسا بھی گزرا ہے جو کہتے تھے۔کہ عیسیٰ مسیح اصلاً خدانہ تھے،اپنی سرشت کے لحاظ سے انسان ہی تھے،جیسے ہم آپ ہیں،البتہ روح القدس کی روحانیت کا فیضان ان پر شروع سے تھا اور اس کی شدت اس درجہ ہوئی کہ وہ ہمہ تن تقدس کے رنگ میں ڈوب گئے اور خدا نے جب ان میں خدائی رنگ اس نوبت پر پایا تو انھیں اپنا بیٹا بنالیا،اپنی خدائی میں شریک کر لیا۔ اپنی تبنیت سے مشرف کر دیا۔انگریزی میں اصطلاحی نام اس عقیدہ کا تبنیت ہے۔[17]

انجامِ مسیح:

یہود کا دعوی ہے کہ ہمارے درمیان یسوع ناصری نامی نعوذ باللہ ایک شعبدہ باز اور مفسدہ پرداز انبیائے سابق اور شریعتِ موسیٰ کی توہین کرنے والا پیدا ہوا تھا۔سو ہم نے اس کا کام تمام کر دیا۔عیسائی کہتے ہیں کہ خداوند دنیا کے گنہگاروں پر رحم کرنا چاہتا تھا لیکن سب کو یک لخت معاف کر دینا،اس کے قانونِ عدل کے منافی تھا۔اس لیے وہ خود یا اس کا اکلوتا بیٹا انسان کے قالب میں اور یسوع نام رکھ کر ظاہر ہوا۔اس نے اپنے نوعِ انسانی کے کفارہ کے طور پر پیش کر دیا۔اس نے انسانی قاعدے کے مطابق سولی پر چڑھ کر جان دی اور وہ تیسرے روز زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا۔گویا حضرت کی نفس موت پر غالی دشمن اور غالی دوست دونوں متفق ہیں اور اب ایک عرصہ سے قادیانی کا

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جدید فرقہ بھی انھی کا ہمنوا ہو گیا۔ قرآن نے بے جگری کے ساتھ یہود نصاری دونوں کے مسلمات کو چیلنج دیدیا اور علانیہ کہہ دیا: وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم (کہ یہود آپ کو نہ تو ہلاک کر سکے اور نہ سولی چڑھا سکے بلکہ خود ہی دھوکے میں پڑ گئے انھیں پر حقیقت مشتبہ ہو گئے) دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ دشمنوں نے آپ کی جان لینا چاہی بلکہ اپنے خیال میں لے ڈالی لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہوا۔ دشمن خود وہم والتباس کا شکار ہو گیا لیکن ایسی صورت ممکن کیونکر ہوئی۔

قدیم نصرانیوں کی گمراہی:

عبدالماجد دریاآبادی لکھتے ہیں کہ خود مسیحیوں ہی کا ایک قدیم ترین فرقہ باسلیدیہ (Basilidian) کے نام سے گزرا ہے، کوئی دوسری صدی مسیحی کے شروع میں ان کے ہاں اس عقیدے کی صریح موجود تھی کہ مصلوب حضرت مسیح نہیں ہوئے بلکہ شمعون کرینی (ملاحضہ ہو تفسیر سورۃ النساآیت نمبر ۲۵۷) غلطی سے مصلوب شمعون کرینی ہو گیا۔ اور حضرت مسیح اس کی شکل اختیار کیے ہوئے پاس ہی کھڑے ہنستے رہے۔ آج کی مسیحیت کی ساری زندگی ہی حضرت مسیح کی مصلوبیت اور صلیب پر وفات اور دوبارہ جی اٹھنے کے عقیدہ سے وابستہ ہے لیکن قدیم نصرانیت، ابتدائی صدیوں والی صاف لفظوں میں قائل تھی: وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم کی۔

ماجد صاحب کی نظر مذاہب پر جس قدر گہری تھی، اس کا اندازہ ان کی تفاسیر میں مختلف مقامات کے مطالعے سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ مستشرقین میں سے بعض قرآن اور ماسبق کے صحف یعنی توریت و انجیل کے بعض مشترک اور مماثل مفاہیم دیکھ کر تعصب یا تسامح کی بنیاد پر یہ فیصلہ کر بیٹھے کہ حضور اکرم ﷺ نے عیسوی پادریوں اور یہودی راہبوں سے کتب قدیم کے قصص اور مضامین سن کر قرآن مجید میں اضافہ کر لیا ہے۔ گویا قرآن مجید کا بیشتر مواد ماخوذ ہے۔ ان کی نگاہ اس پر نہ جا سکی کہ کتب سماویہ اور قرآن میں اشتراک مضامین اگر بعض جگہ ہے تو اس کا سبب ہے، قرآن سمیت دیگر کتبِ سماویہ کا منبع اور سرچشمہ مشترک ہے۔ علاوہ ازیں ان قصص میں باہمی اختلافات کوئی کم نہیں۔ ماجد نے ایسے مضامین قرآن کے دوش بدوش عہد نامہ جدید قدیم کے حوالے دے کر ایسے مضامین کے اختلاف کو الم نشرح کیا ہے اور بتایا ہے کہ محرف کتب سماویہ کو قرآن مجید کے ثابت صحت مند کلام سے کوئی نسبت نہیں اس سے جہاں قرآن کی صداقت نامہ ثابت ہوتی ہے وہیں یہودیت اور عیسائیت کی تحریفات بھی بے نقاب ہوتی ہیں اور اسلام کا نقش دل میں اور گہرا ہوتا جاتا ہے۔ مولانا نے تاریخی حیثیت سے ان کی قصص کی صحت ثابت کی ہے اور جیوش انسائیکلوپیڈیا اور اناجیل کی روایات کی تنقید کر کے دوسری تحقیقات کو ثبوت میں پیش کرتے ہوئے قرآن کریم کی بیان کردہ تفسیر کو حجت ثابت کیا ہے۔

عقیدہ تثلیث کی تردید:

سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۷ میں مسیح کے اللہ ہونے کا دعوی کرنے والوں کو گمراہ قرار دیا گیا اور صاف کہ دیا گیا ہے کہ اچھا تو اللہ سے کون کچھ بھی بچا سکے گا، اگر وہ ہلاک کر دینا چاہے، مسیح ابن مریم اور ان کی والدہ کو۔ اب یہ ظاہر ہے کہ مسیح کے ساتھ ان کی والدہ کا ذکر لانے کی ایک مناسبت یہ ہے کہ دنیائے مسیحیت کی ایک بڑی آبادی کے نزدیک جیسا کہ فاضل مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت مریم بھی شریکِ الوہیت ہیں۔ حالانکہ یہ کفرِ صریح ہے۔ مولانا لکھتے ہیں کہ عقیدہ اتھانیاسیس (Athanasian Creed) جو کیتھولک، پروٹسٹنٹ وغیرہ سب مشہور فرقوں میں مشترک ہے، اس میں الفاظ صراحۃً موجود ہیں: باپ، بیٹا اور روح القدس کی الوہیت ایک ہی ہے۔ جلال برابر، عظمت ازلی، یکساں، جیسا باپ ویسا بیٹا باپ غیر مخلوق اور بیٹا غیر مخلوق۔ باپ غیر محدود، بیٹا غیر محدو۔ د باپ ازلی، بیٹا ازلی۔ یونہی باپ قادر مطلق، بیٹا قادر مطلق، ویسا ہی باپ خدا، بیٹا خدا۔ کھلا شرک اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے؟ المسیح کے ساتھ ابن مریم کا اضافہ بجائے خود ایک ضرب کاری ہے۔ عقیدہ الوہیت مسیح پر، کہ جسے تم عین خد قرار دے رہے ہو، وہ تو ایک خاتون کا فرزند تھا۔[18]

وفات ورفعِ مسیح:

سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۱۷ (فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم) یعنی جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا، اس کے بعد سے مجھے کچھ خیر خبر نہیں۔ توفیتنی کا لفظ دونوں مفہوؤں میں شامل ہے۔ زندہ آسمان پر اٹھا لیے جانے اور اپنے وقت اصلی پر وفات کو بھی

فرعون کی غرقابی:

مصریوں کا لشکر جرار موجود اور ہزامپیریل مجسٹی فرعونِ مصر، بہ نفس نفیس، اس کے کماندار، گھوڑوں کے فوجی رتھ اور خود گھوڑے اس وقت کے خاص جنگی سامان تھے۔ یہ سب حاضر اعداد ان کے توریت میں دیے ہوئے ہیں۔ اسرئیلی اسی حیص و بیص میں تھے کہ اب کیا کریں اور کہاں اپنے کو چھپائیں کہ اشارہ غیبی پا کر ان کے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

رہبر اور خدا کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بے تکلف قدم سمندر میں ڈال دیا اور آپ کے نقش قدم پر آپ کی ساری قوم بھی ہولی۔ سمندر نے راستہ دے دیا۔ پانی پھٹ کر بیچ میں خشکی ہوگئی۔ قومِ اسرائیل سمندر پار کر گئی لیکن جب اس کی تقلید فرعونیوں نے کرنی چاہی تو وہی پانی کی کھڑی ہوئی دیواریں پھر آپس میں مل گئیں اور فرعون اور فرعونیت کا سفینہ ڈوب کر رہا۔[19]

کفرِ سلیمانی کی حقیقت:

وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا (کفر سلیمان نے تو نہیں کیا البتہ شیطان کفر کیا کرتے تھے)۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی یہاں اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ قرآن تو خود ہی ان کے نبی اور برگزیدہ ہونے کی شہادت بار بار صاف صاف دے رہا ہے اور اب یہ کہہ رہا ہے کہ وہ کافر نہ تھے نبی کو جو کافر سمجھے وہ خود ہی کافر ہے اور بالکل ظاہر ہے کہ جو منصبِ نبوت سے سرفراز ہوگا، اسے کفر سے نسبت کیا؟ جب قرآن میں ذکر حضرت سلیمان کا بہ سلسلہ انبیاء آیا تو اس وقت کے مشائخ نے بطور طنز کہا کہ دیکھو تو سہی محمد نے ایک ساحر کو پیغمبر بنا دیا۔ اب آیت کے الفاظ دوبارہ پڑھیے: وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا، صدیوں سے جو الزام تم سلیمان پر لگاتار سنتے آرہے ہو، یہ سب غلط و خرافات ہے۔ شرک اور بت پرستی الگ رہی، ان سے تو کوئی کفریہ حالت بھی سرزد نہیں ہوئی تھی۔ کفریہ اعمال تو شیاطین کے تھے۔ خود ایسی حرکتیں کرتے تھے اور رکھ دیتے تھے سلیمان پر۔ تفسیرِ ماجدی میں دیگر متعدد مقامات ہیں جہاں مطالعہ ادیان کے مباحث موجود ہیں۔ سورۃ المائدہ، آیت نمبر ٦٦: وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ۔ سورۃ الاعراف، آیت نمبر ١٥٧: اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَـبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اسی طرح سورۃ توبہ، آیت نمبر ١١١: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰي مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ[20]

نتائج:

مندرجہ بالا بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ برصغیر پاک وہند کا خطہ اس اعتبار سے اہم ہے کہ یہاں تکثیری سماج اور مذاہب کی تکثیریت بھی موجود ہے اور اہل علم و فن نے اپنے اپنے اسلوب اور طرز نگارش کے ساتھ عوام الناس کی رہنمائی فرمائی ہے اور مذاہب کی تعلیمات کے فروغ کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے خصوصاً مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے مناظرانہ اور مجادلانہ اسلوب بجائے سنجیدہ علمی اور تحقیقی اسلوب میں سامی مذاہب کے ماننے والوں افہام و تفہیم کی راہ نکالی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس طرز کو اختیار کیا جائے اور مطالعہ ادیان پر کام کیا جائے اور معاصر دنیا میں بین المذاہب تعلقات کے حوالہ سے مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی فکر و منہج سے فائدہ اٹھایا جائے۔

سفارشات:

- قدیم روایتی فکر اور جدید مغربی افکار میں امتزاج پیدا کرنے کے لیے اسکولز، کالجز، یونیو سٹیز کی سطح پر کورسز منعقد کرائے جائیں۔
- برصغیر پاک وہند کے ایسے علماء جنہوں نے مطالعہ ادیان و مذاہب میں نمایاں کارکردگی پیش کی ہے ان کے افکار و نظریات کو نصاب کا حصہ بنایا جائے اور جدید اسلوب و پیرایا میں اسے پیش کیا جائے۔
- برصغیر کے ان علماء کی فکر اور علمی بصیرت کو جدید اسلوب میں ڈھال کر مغربی جامعات میں موجود theological شعبہ الٰہیات کے نصب میں شامل کروانے کے لیے کام کیا جائے۔

حوالہ جات

[1] سورۃ آل عمران: 19

Vol. 2, No. 2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

[2] سورۃالمائدہ:3

[3] سورہ الصف:9

[4]۔دریابادی،عبدالماجد، تفسیر ماجدی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنو،1986ء،397/1

[5] سورۃ آل عمران:19

[6]۔ڈاکٹر تحسین فراقی،"مولاناعبدالماجددریابادی کتابیات"،اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان،1991ء،ص50

[7]۔ البقرہ:44

[8]۔دریابادی، تفسیرِماجدی،1/ 20

[9]۔تفسیرماجدی،147/1

[10]۔ایضا،2/ 124

[11]۔ایضا،201/1

[12]۔ایضا،2/ 232

[13]۔تفسیر ماجدی،293/3

[14]۔انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، طبع چہاردہم،135/3

[15]۔ دریابادی،عبدالماجد، مضامین عبدالماجددریابادی،ص216

[16]۔ دریابادی،عبدالماجد، تفسیرماجدی،77/4

[17] دریاآبادی،عبدالماجد، مردوں کی مسیحائی،ادارہ اشاعت اسلام حیدرآباد، س ن، ص157

[18]۔تفسیرِ ماجدی،232/1

[19]۔ ڈاکٹر عتیق الرحمن خاں، مولاناعبدالماجددریاآبادی حیات وخدمات، صدق جدید لکھنو،1993ء،ص17

[20]۔مطالعہ ادیان ومذاہب اور مولانا عبدالماجد دریاآبادی کی فکری بصیرت کا مزید مطالعہ کے لیے: مولانا مفتی عطاءالرحمن قاسمی،"مولاناعبدالماجددریاآبادی خدمات و آثار" نئی دہلی، شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، جون2006ء؛دریابادی،عبدالماجد، مضامین عبدالماجددریابادی،ادارہ اشاعت اردو؛ڈاکٹر تحسین فراقی،"مولاناعبدالماجددریا بادی کتابیات"،اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان،1991؛دریاآبادی،عبدالماجد، مسائل وقصص،ادارہ اشاعت اردوحیدرآباد؛دریاآبادی، عبدالماجد، قتل مسیح سے یہود کی بریت۔اسلامی مشن لاہور؛عتیق الرحمن خان، مولاناعبدالماجددریابادی حیات وخدمات، صدق جدید لکھنو،1993ء۔